ومساجد الشوارع لا اھل لھا معینا فلا یتحقق فیھا الاولی بالمعنی المذکور بل الکل اولی اذ لیس بعض من بعض باولی ولھذا ہر گروہ کہ آتا جائے اپنی اپنی جدا اذان واقامت سے جماعت کرے کما فی ردالمحتار عن خزائن الاسرار عن امالی الامام قاضیخاں وفی خانیتہ مسجد لیس لہ مؤذن امام معلوم یصلی فیہ الناس فوجا فوجا بجماعۃ الافضل ان یصلی فیہ کل فریق باذان واقامۃ علی حدۃ اھ وفی الشامیۃ عن المنبع اما مسجد الشارع فالناس فیہ سواء لا اختصاص لہ بفریق دون فریق؎ الحمدللہ کلام اپنے ذروہ اقصی کو پہنچا اور حکم مسائل نے غایت انجلا پایا ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق، روشن رہے کہ فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کوکسی کے کلام پر اخذ مقصود نہیں بلکہ صرف اظہار حق وادائے واجب اکد واحق کہ بعد سوال اعانت جواب وابانت صواب اہم واجبات شرعیہ سے ہے جس پر ہم سے حضور پرنور خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عہد واثق لیا اللھم اجعلنا من المفلحین وبعھد نبیک من الموفین علیہ وعلی اٰلہ الصلوۃ والتسلیم ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم الحمدللہ کہ یہ ضروری وموجز جواب کاشف صواب فرصت اختلاصی کے چند متفرق جلسوں میں ۴ صفر ۱۳۱۲ھ ہجریہ روز جان افروز دوشنبہ کو وقت اشراق مہر مشرق سمائے ختام وبلحاظ تاریخ بدر وختم القلادۃ المرصعہ فی نحر الاجوبۃ الاربعہ اس کا نام ہوا وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد والہ وصحبہ اجمعین اٰمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔

القطوف الدانیہ لمن احسن الجماعۃ الثانیہ

۱۳ ——————— ۱۳

مسئلہ - از مراد آباد مدرسہ امدادیہ مرسلہ مولوی سید محمد حبیب الرحمٰن صاحب سلہٗ ۱۱ جمادی الاولٰی ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جماعت ثانیہ بغیر اذان واقامت درصورت بدل دینے ہیأت جماعت اولٰی کی ازروئے شرع شریف بلاکراہت جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

صورت مستفسرہ میں جماعت ثانیہ بلاکراہت مطلقہ مطلقاً جائز ومباح عند اہل التحقیق ہے جس کی تنقیح بالغ وتوضیح بازغ مع ردوامع اوہام نابع لبعض ابنائے زمان بعونہ تعالٰی رسائل فقیر سے ظاہر وعیاں یہاں نفس مسئلہ کے اجمالی احکام اور اُن کے متعلق نقول ونصوص علمائے کرام پر اقتصار کیجئے کہ شان فتوٰی اسی کے شایاں — **فاقول وباللہ التوفیق** وبہ الوصول الی ذری التحقیق **اوّلاً** تکرار جماعت کا جواز وافضلیت کی دہ صورتیں سنیے جن میں اصلاً نزاع کو گنجائش نہیں (۱) جو مسجد شارع عام یا بازار یا اسٹیشن یا سرا کی ہے جس کے لیے اہل معین نہیں وقت بروقت جو لوگ گزرے یا اُترے یا آئے یا پڑھ گئے غرض کسی محلہ خاص سے خصوصیت نہیں رکھتی کہ وہاں کی معمولی جماعت وہی ہے

اوروں کا آنا اتفاقی وعارضی ہے ایسی مسجد میں بالاجماع تکرار جماعت باذان جدید وتکبیر جدید جائز بلکہ یہی شرعاً مطلوب ہے کہ نوبت بنوبت جو لوگ آئیں نئی اذان واقامت سے جماعت کرتے جائیں اگرچہ وقت میں دس۱۰ بیس۲۰ جماعتیں ہوجائیں (۲) مسجد محلہ کہ ایک محلہ خاص سے اختصاص رکھتی ہے اُس میں اقامت جماعت اُنھیں کا حق ہے اگر اُن کے غیر جماعت کر گئے تو اہل محلہ کو تکرار جماعت بلاشبہہ جائز ہے جیسے کہ نماز جنازہ حالانکہ اُس کی تکرار اصلاً مشروع نہیں پھر بھی اگر غیر ولی بے اذن ولی پڑھا جائے اب ولی آئے اعادہ کا مجاز ہے کہ حق اس کا تھا (۳) بعض اہل ہی جماعت کر گئے مگر بے اذان پڑھ گئے (۴) اذان بھی دی تھی مگر آہستہ ان صورتوں میں بھی بعد کو آنے والے باذان جدید بروجہ سنت اعادۂ جماعت کریں کہ جماعت معتبرہ وہی ہے جو اذان سے ہو اور اذان وہ جو اعلان سے ہو (۵) محلے میں حنفی وغیر حنفی دونوں رہتے ہیں پہلے غیر حنفی امام نے جماعت کرلی اور حنفیہ کو معلوم ہے کہ اس نماز میں اس نے مذہب حنفی کے کسی فرض طہارت یا فرض صلاۃ یا شرط امامت کو ترک کیا ہے مثلاً چہارم سر سے کم کا مسح یا آبِ قلیل نجاست اُفتادہ سے وضو یا جسم یا کپڑے قدر درہم سے زیادہ منی یا صاحبِ ترتیب کا باوصف یاد و وسعت وقت بے ادائے فائتہ وقتیہ پڑھنا یا نماز وقت تنہا پڑھ کر پھر اُسی نماز میں امامت کرنا تو ایسی حالت میں حنفیہ بلاشبہہ اپنی جماعت جداگانہ کریں کہ اگرچہ شرع اُن جماعت کرنے والوں کے لیے اُسے جماعتِ اولیٰ مانے مگر حنفی تو اُس میں اقتدا نہیں کرسکتا اگر کرے تو نماز ہی نہ ہو (۶) اس خاص نماز کا تو حال معلوم نہیں مگر اس امام کی بے احتیاطی اور فرائض میں ترک لحاظ مذہب حنفی ثابت ہے جیسے عامۂ غیر مقلدین کہ خواہی نخواہی اہل حق سے مخالفت اور مذاہب اربعہ خصوصاً مذہب مہذب حنفیہ کی مضادّت پر حریص ہوتے ہیں جب بھی حنفیہ کو اُن کی اقتدا گناہ وممنوع ہے اپنی جماعت جدا کریں (۷) اُس کی نسبت امور مذکورہ کی مراعات کا عادی ہونا نہ ہونا کچھ معلوم نہیں جیسے کوئی نامعلوم الحال شافعی مالکی حنبلی اس صورت میں بھی اُن کی اقتدا خالی از کراہت نہیں تو جماعت ثانیہ کا فضل مبین (۸) عادت مراعات بھی معلوم ہی سہی تاہم بتصریح ائمہ امام موافق المذہب کے پیچھے جماعت ثانیہ ہی افضل واکمل اور اسی پر حرمین محترمین ومصر وشام وغیرہا بلاد دارالاسلام میں جمہور مسلمین کا عمل (۹) جس نے جماعت اولیٰ کی فاسد العقیدہ بدمذہب بدعتی تھا مثلاً وہابی یا تفضیلی یا معاذ اللہ امکان کذب الٰہی تعالیٰ شانہ ماننے والا یا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کسی کو بُرا جاننے والا کہ عند التحقیق ایسوں کی اقتدا بکراہت شدیدہ سخت مکروہ ہے (۱۰) فاسق تھا جیسے شرابی، زناکار یا داڑھی منڈا سود خوار کہ یہ لوگ اُن وہابیوں کذبیوں وغیرہم بدمذہبوں کے مولویوں متقیوں سے بھی اگرچہ لاکھ درجہ بہتر حال میں ہیں پھر بھی اُن کی اقتدا شرعاً بہت ناپسند (۱۱) امام اولیٰ نرا بے علم جاہل نماز وطہارت کے مسائل سے غافل تھا جیسے اکثر گنوار غلام وغیرہم عوام کہ ایسے کی امامت بھی کراہت انضمام (۱۲) قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا تھا جس سے معنی فاسد ہوں مثلاً ا، ع یا ت، ط یا ث، س، ص یا ح، ہ یا د، ز، ظ میں تمیز نہ کرنے والے کہ آج کل اس دار الفتن ہند میں اکثر بلکہ عام عوام بلکہ بہت بلکہ اکثر پڑھے لکھے بھی اس بلا میں مبتلا ہیں وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وانا للہ وانا الیہ راجعون پھر خواہ بے خیالی بے احتیاطی یا سیکھنے میں بے پروائی یا زبان کی نادرستی کوئی سبب ہو مذہب معتمد پر صحیح خواں کی نماز اُس کے پیچھے مطلقاً فاسد ہے اگرچہ ان میں بعض صور میں مذہب متاخرین خود اُس کی اپنی نماز کے لیے بہت وسعتیں دے عند التحقیق بھی بشرائط معلومہ مضبوطہ کہ ہم نے اپنے فتاوی میں ذکر کیں تا قادر نا قادر کا امام ہوسکے تو اگر یہی صورت صحت واقع ہو کر وہ جماعت اولیٰ ٹھہرے لاجرم صحیح خوانوں کو جماعت ثانیہ ہی کا حکم ملے یہ صورت صورت اولیٰ کی مانند ہے اول بآخر نسبتے دارد غرض ایسی صورتوں میں جماعت

ثانیہ کی خاص تاکید یا فضل مزید کی ہیں جن میں بالاجماع یا علی الاصح اصلاً کلام کی گنجائش نہیں **ضابطہ** یہ ہے کہ جب جماعت اولٰی اہل مسجد[1] یا اہل مذہب کی نہ ہو یا اپنے مذہب میں فاسدہ یا مکروہہ ہو تو ہمیں جماعت ثانیہ کی مطلقاً اجازت بلکہ درصورت کراہت تصداً تفویت اولٰی کی رخصت جبکہ ثانیہ نظیفہ مل سکتی ہو اور درصورت فساد تو اُس میں شرکت ہی سے صاف ممانعت اگرچہ ثانیہ بھی میسرنہ ہو اب ان تمام مطالب پر نصوص علماء سنیے فقیر نے ان سب مسائل میں بتوفیقہ تعالٰی قول منقح اختیار کیا ہے اُسی کے متعلق عبارات کتب بایجاز و اختصار نقل کروں کہ ذکر اقاویل و تطبیق و توفیق و ترجیح و تحقیق و تنقیح و تدقیق محتاج تطویل مع ہذا بعونہ تعالٰی ان مباحث میں یہ سب مدارج فتاوی و رسائل و تعالیق فقیر میں طے ہو چکے ہیں وباللہ التوفیق۔ متن غرر میں ہے لاتکرر فی مسجد محلۃ باذان واقامۃ الا اذا صلی بھما فیہ اولا غیر اھلہ اوصلی اھلہ بمخافتۃ الاذان خزائن الاسرار شرح تنویر الابصار میں ہے لوکان مسجد طریق جاز اجماعا کما فی مسجد لیس لہ امام ولا موذن ویصلی الناس فیہ فوجا فوجا فان الافضل ان یصلی کل فریق باذان واقامۃ علی حدۃ کما فی امالی قاضی خان درمختار میں ہے تکرہ خلف مخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ اوعدمھا لم یصح وان شک کرہ بحرالرائق میں ہے حاصلہ ان صاحب الھدایۃ جوز الاقتداء بالشافعی بشرط ان لا یعلم المقتدی منہ ما یمنع صحۃ صلاتہ فی رأی المقتدی کالفصد ونحوہ وعدد مواضع عدم صحۃ الاقتداء بہ فی الغایۃ وغایۃ البیان بقولہ کما اذا لم یتوضأ من الفصد والخارج من غیر السبیلین اوکان شاکا فی ایمانہ بقولہ انا مومن ان شاء اللہ او متوضأ من القلتین او یرفع یدیہ عند الرکوع ورفع الراس من الرکوع اولم یغسل ثوبہ من المنی ولم یفرکہ او انحرف عن القبلۃ الی الیسار اوصلی الوتر بتسلیمتین او اقتصر علی رکعۃ اولم یوتر اصلا او قہقہ فی الصلاۃ ولم یتوضأ او صلی فرض الوقت مرۃ ثم ام القوم فیہ زاد فی النھایۃ وان لا یراعی الترتیب فی الفوائت وان لا یمسح ربع راسہ وزاد قاضی خاں وان یکون متعصبا والکل ظاھر ماعدا خمسۃ اشیاء **الاول** مسئلۃ التوضؤ من القلتین فانہ صحیح عندنا اذا لم یقع فی الماء نجاسۃ ولم یختلط بمستعمل مساولہ اواکثر فلابد ان یقید قولھم بالقلتین المتنجس ماؤھما او المستعمل بالشرط المذکور لا مطلقا **الثانی** مسئلۃ رفع الیدین من وجھین الاول ان الفساد روایتہ شاذۃ لیست بصحیحۃ روایۃ ولادرایۃ الثانی ان الفساد عند الرکوع لایقتضی عدم صحۃ الاقتداء من الابتداء مع ان عروض البطلان غیر مقطوع بہ حتی یجعل کالمتحقق عند الشروع لان الرفع جائز الترک عندھم لسنیتہ **الثالث** مسألۃ الانحراف عن القبلۃ الی الیسار لان المانع عندنا ان یجاوز المشارق الی المغارب والشافعیۃ لاینحرفون ھذا الانحراف **الرابع** مسئلۃ التعصب لان التعصب علی تقدیر وجودہ منھم انما یوجب الفسق والفسق لایمنع صحۃ الاقتداء **الخامس** مسئلۃ الاستثناء فی الایمان فان التکفیر غلط والاستثناء قول اکثر السلف اھ ملتقطا یہ کلام بحر فی البحر تھا **اقول** وقد کانت ظھرت لی بحمد اللہ الخمسۃ المذکورۃ اول ما نظرت الکلام مع زیادۃ فلنذکر ما بقی من الابحاث تتمیما للافادۃ **الاول** قولھم لم یوتر اصلا لایظھر لہ وجہ فانہ بترکہ لایفسق

---

[1] صادق بان لااھل لہ اوصلی من لیس من اھلہ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

فضلا عما یوجب بطلان الاقتداء فان الوتر وان وجب عندنا فھو مجتھد فیہ ولا تفسیق بالاجتھادیات وان حمل علی انہ ان لم یصلہ لم یصح الاقتداء بہ فی الفجر بشرطہ لفوات الترتیب نافاہ قولہ زاد فی النھایۃ وان لا یراعی الترتیب ثم رأیت العلامۃ الشامی عللہ فی منحۃ الخالق بھذا ثم اعلہ بالتکرار قال فلیتامل بالمراد **اقول** بل ھو اشد من التکرار فان قولہ زاد لا یحتملہ کما علمت الثانی **اقول** وینبغی اسقاط صلاتہ الوتر بتسلیمتین فان طریان المبطل غیر البطلان من رأس کما افادہ البحر ثم علی ما ذھب الیہ الامام ابوبکر الرازی لا یفسد بالمآل ایضا لان امامہ لم یخرج عندہ نفسہ بالسلام فانہ یحسب ما بعدہ من الوتر وھو مجتھد فیہ نعم الاصح الفساد کما جزم بہ فی متن التنویر وھو المؤید بقول الجمھور الصحیح المشھور من ان العبرۃ لرأی المقتدی الثالث مثلہ الکلام فی اقتصارہ علی رکعۃ الرابع افاد الشامی قال افاد شیخنا حفظہ اللہ تعالٰی ان المراد انحرافھم اذا اجتھدوا فی القبلۃ مع وجود المحاریب القدیمۃ فانہ یجوز عندھم لا عندنا فلو انحرف عن المحراب القدیم (ای انحرافا جاوز المشارق الی المغارب) لا یصح الاقتداء بہ اھ **اقول** وھو وجیہ مسقط لوجہ اسقاط عدالانحراف نعم لا بد من التقیید وھو غیر بعید فان عدم رعایۃ الترتیب وعدم غسل المنی او فرکہ کل مقید کما نبھنا علیہ ولم یوجب اسقاطھما فکذا ھذا وبہ ظھر الخامس وھو عدم اسقاط التوضوء من القلتین وان کان الوجہ ھو التقیید الا ان یفرق بالغالب والنادر والخفی والمتبادر ولنرجع الی ما کنا فیہ من الکلام فما کان الا من تجاذب القلم عنان الرقم لمناسبۃ المقام نیز بحر میں ہے فصار الحاصل ان الاقتداء بالشافعی علی ثلثۃ اقسام الاول ان یعلم منہ الاحتیاط فی مذھب الحنفی فلا کراھۃ الثانی ان یعلم عدمہ فلا صحۃ لکن اختلفوا ھل یشترط ان یعلم منہ عدمہ فی خصوص ما یقتدی بہ او فی الجملۃ صحح فی النھایۃ الاول وغیرہ اختار الثانی وفی فتاوی الزاھدی الاصح انہ یصح وحسن الظن بہ اولی الثالث ان لا یعلم شیئا فالکراھۃ ردالمحتار میں ہے نقل الشیخ خیرالدین عن الرملی الشافعی انہ مشی علی کراھۃ الاقتداء بالمخالف حیث امکنہ غیرہ ومع ذلک ھی افضل من الانفراد ویحصل لہ فضل الجماعۃ وبہ افتی الرملی الکبیر واعتمدہ السبکی والاسنوی وغیرھما قال والحاصل ان عندھم فی ذلک اختلافا وقد سمعت ما اعتمدہ الرملی وافتی بہ والفقیر اقول مثل قولہ فیما یتعلق باقتداء الحنفی بالشافعی والفقیہ المنصف یسلم ذلک ؎ وانا رملی فقہ الحنفی ؛ لامراء بعد اتفاق العالمین ؛ اھ ملخصا یعنی بہ نفسہ ورملی الشافعیۃ رحمھما اللہ تعالٰی فتحصل ان الاقتداء بالمخالف المراعی فی الفرائض افضل من الانفراد اذا لم یجد غیرہ والا فالاقتداء بالموافق افضل اُسی میں مولٰنا علی قاری علیہ رحمۃ الباری سے ہے لو کان لکل مذھب امام کما فی زماننا فالافضل الاقتداء بالموافق سواء تقدم او تاخر علی ما استحسنہ عامۃ المسلمین وعمل بہ جمھور المؤمنین من اھل الحرمین والقدس ومصر والشام ولا عبرۃ بمن شذ منھم پھر خود فرمایا والذی یمیل الیہ القلب عدم کراھۃ الاقتداء بالمخالف ما لم یکن غیر مراع فی الفرائض وانہ لو انتظر امام مذھبہ بعیدا عن الصفوف لم یکن اعراضا عن الجماعۃ للعلم بانہ یرید جماعۃ اکمل من ھذہ الجماعۃ اُسی میں زیر مسئلہ امامت عبد و اعرابی

وغیرہما تبعا للبحر ہے یکرہ الاقتداء بھم تنزیھا فان امکن الصلاۃ خلف غیرھم فھو افضل والا فالاقتداء اولی من الانفراد اُسی میں ہے فی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق الا فی الجمعۃ لانہ فی غیرھا یجد اماما غیرہ بلکہ اُسی میں ہے بقی لوکان مقتدیا بمن یکرہ الاقتداء بہ ثم شرع من لاکراھۃ فیہ ھل یقطع ویقتدی بہ استظھر ط ان الاول لو فاسقا لایقطع ولو مخالفا وشك فی مراعاتہ یقطع اقول والاظھر العکس لان الثانی کراھۃ تنزیھیۃ کالاعمی والاعرابی بخلاف الفاسق فانہ استظھر فی شرح المنیۃ انھا تحریمیۃ لقولھم ان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علینا اھانتہ الخ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی للعلامۃ ابراہیم الحلبی میں ہے یکرہ تقدیم المبتدع ایضا لانہ فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق یعترف بانہ فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے لایصح اقتداء غیر الالثغ بالالثغ علی الاصح کما فی البحر وحرر الحلبی وابن الشحنۃ انہ بعد بذل جھدہ دائما حتما کالامی فلا یؤم الا مثلہ ولا تصح صلاتہ اذا امکنہ الاقتداء او ترك جھدہ او وجد قدر الفرض مما لالثغ فیہ ھذا ھو الصحیح المختار وکذا من لایقدر علی التلفظ بحرف من الحروف۔ ردالمحتار میں ہے وذلك کالرھمن الرھیم والشیتان الرجیم والآلمین وایاك نابد وایاك نستئین السرات انأمت فکل ذلك حکمہ مامر۔ فتاوی خیریہ میں ہے امامۃ الالثغ للفصیح فاسدۃ فی الراجح الصحیح۔ **اب محل نظر** صرف ایک صورت رہی کہ مسجد محلہ میں اہل محلہ نے باذان واقامت بروجہ سنت امام موافق المذہب سالم العقیدہ متقی مسائل داں صحیح خواں کے ساتھ جماعت اولٰی خالیہ عن الکراہۃ ادا کرلی پھر باقی ماندہ لوگ آئے اُنھیں دوبارہ اس مسجد میں جماعت قائم کرنے کی اجازت ہے یا نہیں اور ہے تو بکراہت یا بے کراہت اس بارے میں عین تحقیق وحق وثیق وحاصل انیق نظر دقیق وائر توفیق یہ ہے کہ اس صورت میں تکرار جماعت باعادہ اذان ہمارے نزدیک ممنوع وبدعت ہے یہی ہمارے امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب مہذب وظاہر الروایہ ہے متن متین مجمع البحرین وبحرالرائق علامہ زین میں ہے ولا تکررھا فی مسجد محلۃ باذان ثان درمختار و خزائن الاسرار میں ہے والنظم للدر ویکرہ تکرار الجماعۃ باذان واقامۃ فی مسجد محلۃ لا فی مسجد طریق او مسجد لا امام لہ ولا موذن غرر الاحکام اور اُس کی شرح درر الحکام میں ہے وتکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ باذان واقامۃ یعنی اذا کان لمسجد امام و جماعۃ معلومان فصلی بعضھم باذان واقامۃ لایباح لباقیھم تکرارھا۔ شرح المجمع للمصنف الامام العلامۃ ابن الساعاتی وفتاوی ہندیہ میں ہے المسجد اذا کان لہ امام معلوم وجماعۃ معلومۃ فی محلۃ فصلی اھلہ فیہ بالجماعۃ لایباح تکرارھا فیہ باذان ثان وجیز کردری وغنیہ علامہ حلبی میں ہے لوکان لہ امام وموذن معلوم فیکرہ تکرار الجماعۃ فیہ باذان واقامۃ عندنا ذخیرۃ العقبٰی شرح صدر الشریعۃ العظمٰی میں ہے ان کان للمسجد امام معلوم وجماعۃ معلومۃ وصلوا فیہ بجماعۃ باذان واقامۃ لایباح تکرارھا بھما جس کا حاصل عند التحقیق کراہت اذان جدید کی طرف راجع نہ نفس جماعت کی طرف ولہذا اسی مذہب کو امام محقق محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی نے حلیہ میں اس عبارت سے ارشاد فرمایا المسجد اذا کان لہ اھل معلوم فصلوا فیہ او بعضھم باذان واقامۃ کرہ لغیر اھلہ وللباقین من اھلہ اعادۃ الاذان والاقامۃ اور اگر بغیر اس کے تکرار جماعت کریں تو قطعاً جائز وروا ہے اسی پر ہمارے علماء کا اجماع ہے

خزائن میں ہے لوکرر اھلہ بدونھما جاز اجماعا درر میں ہے لوکان مسجد الطریق یباح تکرارھا بھما ولوکرر اھلہ بدونھما جاز
شرح المجمع للمصنف وعلمگیریہ میں ہے اما اذا صلوا بغیر اذان یباح اجماعا وکذا فی مسجد قارعۃ الطریق ذخیرۃ العقبی وشرح المجمع للعلاّ
میں ہے لوصلوا فیہ بلا اذان یباح اتفاقا عباب وملتقط وشرح دررالبحار ورسالہ علامہ رحمۃ اللہ السندی تلمیذ المحقق ابن الہمام وحاشیۃ
البحر للعلامہ خیرالدین الرملی استاذ صاحب الدر المختار میں ہے یجوز تکرار الجماعۃ بلا اذان وبلا اقامۃ ثانیۃ اتفاقا ولفظ بعضھا
اجماعا پھر یہ جواز مطلقا محض وخالص ہے یا کہیں کراہت سے بھی مجامع اس میں صحیح یہ ہے کہ اگر محراب میں جماعت ثانیہ کریں تو مکروہ
اور محراب سے ہٹ کر تو اصلا کراہت نہیں خالص مباح وماذون فیہ ہے بزازیہ وشرح منیہ وردالمحتار میں ہے عن ابی یوسف اذا لم
تکن علی الھیئۃ الاولی لاتکرہ والاتکرہ وھو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الھیأۃ ولوالجیہ وتاتارخانیہ وشامیہ میں ہے
بہ ناخذ اُسی میں ہے قد قلت ان الصحیح تکرار الجماعۃ اذا لم تکن علی الھیأۃ الاولی یہ ان احکام میں اجمالی کلام تھا والتفصیل
محل اٰخر والحمد للہ العلی الاکبر والصلاۃ والسلام علی الحبیب الازھر واٰلہ واصحابہ الاطائب الغر واللہ سبحنہ وتعالی
اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ - زید نے وقت مغرب ایک مسجد میں داخل ہوکر دیکھا کہ جماعت ہورہی ہے اور امام قراءت بجہر پڑھ رہا ہے زید نے اس امام
کی اقتدا نہ کی اور اُس آن واحد میں علیحدہ اپنی قراءت بجہر شروع کردی اور دوسری جماعت قائم کی پس زید کا کیا حکم ہے اور اس جماعت ثانی کا
جو بحالت موجودگی جماعت اول قائم ہوئی ہے کیا حکم ہے اور دو شخص ایک آن میں قراءت بجہر کرسکتے ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

تفریق جماعت حاضرین حضرت حق سبحنہ وتعالی کو نہایت ناپسند ہے حتی کہ انتہا درجہ کی ضرورت میں یعنی جب عساکر مسلمین ولشکر کفار
میں صف آرائی ہو مورچہ بندی کرچکے ہوں اور وقت نماز آجائے اُس وقت بھی نماز خوف کی وہ صورت قرآن مجید میں تعلیم فرمائی جس سے تفریق
جماعت نہ ہونے پائے اور ایک ہی امام کے پیچھے نماز ہو ورنہ ممکن تھا کہ نصف برسرمعرکہ رہیں اور نصف باقی اپنی جماعت کرلیں پھر یہ نصف
مقابلہ پر چلے جائیں اور وہ آکر اپنی نماز پڑھ لیں اتحاد جماعت کی عنداللہ ایسی ہی تو کچھ سخت ضرورت ہے جس کے لیے عین نماز میں مشی کثیر مفسد
صلاۃ ہے روا رکھی گئی علاوہ بریں صدہا آیات واحادیث اس فعل کی مذمت پر دال ہیں اور حکمت ایک جماعت کی مشروعیت کہ ائتلاف مسلمین
ہے کہ نہایت محبوب الٰہی ہے یہ فعل بالکلیہ اُس کے مناقض ہے کما لایخفی جس زمانے میں نظم خلافت حقہ گسیختہ اور بنائے امامت راشدہ
ازہم ریختہ ہوگئی تھی اور سلطنت فساق وفجار بلکہ بدمذہبان فاسد العقیدہ کو پہنچی تھی وہ لوگ امامت کرتے اور صحابہ وتابعین وکافہ مسلمین مجبوری
ان کے پیچھے نماز پڑھتے اُس وقت بھی ان اکابر دین نے تفریق جماعت گوارا نہ کی پس اس دوسری جماعت کی شناعت میں کوئی شبہہ نہیں
اور فاعل اُس کا عوض ثواب کے مستوجب طعن وملام ہوا خصوصاً جبکہ وہ اس تفریق کا سبب کسی بغض دنیاوی کے جو اسے امام اول سے
تھا مرتکب ہوا یا بوجہ اپنے فاسد العقیدہ ہونے کے عناداً امام اول کو بدمذہب ومبتدع ٹھہرا کر اُس کی اقتدا سے استنکاف کیا کہ ان صورتوں
میں تشنیع اُس پر اشد واکد ہے مگر یہ کہ درحقیقت امام اول سے بدعت تا بکفر وارتداد مرتقی ہوگئی ہو مثلاً سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی